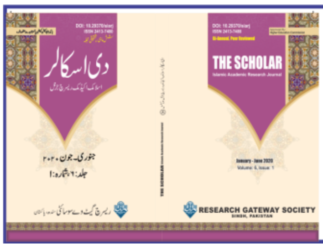

THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

RESEARCH GATEWAY SOCIETY

تحکیم (ثالثی) شریعت اسلامی کی روشنی میں

ARBITRAION ACCORDING TO THE PERSPECTIVE OF ISLAM

1. **Hafeez ur Rehman Rajput**

PhD Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture · University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

Email : muftirajput@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0001-5858-7332

2. **Khan Hafiz Munir Ahmed**

Dean Faculty of Islamic Studies, University of Sindh Jamshoro

Email: dean.istudies@usindh.edu.pk

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0001-9223-2930

To cite this article:
Rajput, Hafeez ur Rehman, and Khan Hafiz Munir Ahmed. "ARBITRAION ACCORDING TO THE PERSPECTIVE OF ISLAM." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 6, No.1 (May 31, 2020): 26–40.
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar4

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 1 || July -June 2020 || P. 26-40
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue10ar4
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar4
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-05-31

CC BY NC SA

Open Access

شریعت اسلامی کی روشنی میں تحکیم (ثالثی)

ARBITRAION ACCORDING TO THE PERSPECTIVE OF ISLAM

Hafeez ur Rehman Rajput*, Dr. Khan Hafiz Munir Ahmed **

ABSTRACT:

The Islamic System of Justice is all embracing that every person be it rich or poor can go to the courts for any dispute to get justice. There is as case in Islamic Courts that an ordinary man can file a case against the Caliph and can present him in an Islamic court. History of Islam is full of incidences like this. But unfortunately current judicial system has been made so complicated that every one cannot access to the courts, therefore, people go to the local level, and prefer the tribal jury instead of going to the courts. But as the justice is not done in the courts and there are many defects in the current judicial system in accordance with the Islamic laws, in the same way there are so many defects in the decisions and procedure of the tribal jury, where the decisions are made by the arbitration, we find no soul or reality of arbitration. On the other side the commander system makes the leader of the tribe makes the decision without any consent of the parties. While on the other hand in the arbitration the decisions are made opposite to the Islamic rules. Some where the procedure of the arbitration is totally wrong and contrary to the principles of Islam. Therefore, it was intensely needed to work regularly on the topic of arbitration and analyze the current forms of arbitration in the light of Islamic laws and point out the defects in these forms and bring out the ways to remove them. So that the people who are

sick of the current judicial system and want their disputes be resolved by the arbitration.

KEYWORDS: Islamic System of Justice, arbitration, Judicial System, Islamic Law, Tribal Jury, Reality of Arbitration, Current Judicial System.

کلیدی الفاظ: تحکیم، مشروعیت، جرگہ سسٹم، پنچائتی سسٹم، مروجہ عدالتی نظام، حکم، نظام تحکیم، نظام قضاء، امیر سلطنت۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی، کتب فقہ، اسلامی عدالت۔

تعارف:

خالق کائنات نے بے شمار مخلوقات پیدا کی ہیں، جن میں دو مخلوق بہت نمایاں ہیں جنات اور انسان اور یہی دو مخلوق شرعی احکام کی مکلف ہیں، اس کے علاوہ باقی مخلوق شرعی احکام کی مکلف نہیں، انسان کی پیدائش سے پہلے دنیا میں جنات آباد تھے، یہی زمین میں متصرف تھے، آسمانوں پر بھی جاتے تھے، اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، جب جنات کی زمین میں فساد اور خونریزی بڑھنے لگی تو فرشتوں نے بحکم الہٰی ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو پہاڑ، جنگلات اور جزائر کی طرف منتشر کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے لیے زمین میں انسان کی تخلیق کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنانے کے لیے ان کی تخلیق اور پیدائش کا فیصلہ کیا تو فرشتوں کے سامنے اس کا ذکر کیا جس کا تذکرہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ[1]

"اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے اس میں اور خون بہائے۔"

---

[1] Al-Quran, Sorah Baqra, Ayat:30

اس آیت میں غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فطرت انسانی میں فی الجملہ اختلاف اور فساد کا مادہ موجود ہے، کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر فرشتوں سے کیا کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، تمھاری کیا رائے ہے؟

توفرشتوں نے جو جواب دیاوہ قابل غور ہے فرشتوں نے کہا:

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ[2]

مفسرین اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ فرشتوں نے یہ بات انسان کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے کہی تھی، یا وہ سمجھ گئے تھے کہ حاکم و خلیفہ کی ضرورت ہی تب ہو گی جب کہ انسانوں میں باہم فساد اور خونریزی ہو گی۔[3]

فرشتوں نے جو بات کہی تھی انسان کی پیدائش کے بعد کی صورت حال نے اس کی مکمل تصدیق کر دی، واقعتاً انسان طرح طرح کے تنازعات، اختلافات اور باہم قتل و قتال، فساد اور خونریزی کرنے لگا، انسان ابتدائے آفرینش سے ہی تنازعات کا شکار چلا آ رہا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ انسانوں کی طبیعت اور مزاج ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے۔ ان مختلف الطبائع انسانوں کا جب باہم ملاپ اور اختلاط ہوتا ہے، ایک ہی معاشرے میں پلتے اور زندگی بسر کرتے ہیں تو ان مختلف طبائع کے آپس میں ٹکراؤ کے نتیجہ میں اختلاف کا رونما ہو جانا ایک بدیہی امر ہے، جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا[4]

ترجمہ: "اور ہے انسان سب سے زیادہ جھگڑالو۔"

اس آیت کا اصل مصداق تو کافر ہے، جو کہ حق کے واضح اور واشگاف ہونے کے باوجود باطل پر رہتے ہوئے حق کے خلاف لڑتا اور جھگڑتا ہے لیکن مفسرین نے عموم لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے اس سے ہر انسان مراد لیا ہے کہ ہر انسان خواہ مسلم ہو یا کافر اس کی فطرت میں لڑائی جھگڑا داخل ہے۔[5]

اختلافات اور تنازعات کا حل کیا؟

پھر انسانوں میں رونما ہونے والا اختلاف اور جھگڑا تو بسا اوقات دو آدمیوں تک محدود ہوتا ہے، بسا اوقات یہ دو خاندانوں اور دو قبیلوں تک پہنچ جاتا ہے، جب کہ بعض اوقات دو شہروں یا دو ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

---

[2] Al-Quran, Sorah Baqra, Ayat:30
[3] Usmani, Shabbir Ahmed, Tafseer Usmani, Page:9
[4] Al-Quran, Sorah Kahaf, Ayat:54
[5] Usmani, Mufti Muhammad Taqi, The Nobel of Quran Vol:2, Pg:910

انسانوں کا یہ جھگڑااور اختلاف کبھی زر، زمین اور اموال میں ہوتا ہے کبھی معاملات مثلاً بیع و شراء، ہبہ، اجارۃ، کفالۃ، وکالۃ وغیرہ میں اور کبھی شخصی معاملات مثلاً نکاح، طلاق وغیرہ میں، بسا اوقات یہ جھگڑااور اختلاف ذاتی معاملات میں بھی ہوتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ انسانوں میں رونما ہونے والے اختلافات اور تنازعات کے حل کرنے کا اسلام کیا طریقہ پیش کرتا ہے؟

اس بارے میں اول قدم پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ اسلام صرف مذہب ہی نہیں کہ جو چند عبادات کے مجموعے کا نام ہو اور جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق احکامات موجود نہ ہوں، بلکہ اسلام مذہب کے ساتھ ساتھ ایک کامل اور اکمل دین ہے جو ابدی ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہنے والا ہے، جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق تمام احکامات مکمل تفصیلات کے ساتھ موجود ہیں۔

اسلام جس طرح دیگر شعبہ ہائے زندگی کے متعلق احکامات وہدایات دیتا ہے اور ہر قدم پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے، اسی طرح انسانوں کے مابین رونما ہونے والے اختلافات خواہ کسی نوعیت کے ہوں انفرادی سطح کے ہوں یا اجتماعی سطح کے، اسلام ان کے ازالے اور ختم کرنے کا حل بھی پیش کرتا ہے، چنانچہ اسلام جس طرح عبادات، معاملات: تجارت وغیرہ۔ امور معاشرت: نکاح، طلاق اور نفقہ وغیرہ۔ مالی تصرفات: وقف، ہبہ، وصیت اور اور تقسیم میراث کے اصول اور احکامات بتلاتا ہے اور فقہ میں ان کے مستقل ابواب ہیں، اسی طرح اسلام کا نظام عدل اپنا ایک تفصیلی قانون رکھتا ہے، اس کے لیے اسلام نے نظریۂ قانون متعارف کرایا ہے اور کتب فقہ میں اس کا ایک مستقل باب ہے، اسی لیے تمام فقہا نے کتب فقہ میں اسلام کے قانون اور قضاء کے بیان کے لیے مستقل باب باندھا ہے، جس میں اسلامی نظام عدل و قانون کی
مکمل تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔

بنیادی طور پر اسلام کے اس نظریۂ قانون کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) نظام قضاء (۲) نظام تحکیم

نظام قضاء تو ایک مکمل نظام اور ڈھانچے کا نام ہے جس میں باقاعدہ اسلامی حکومت کے تحت قضاۃ کا تقرر ہوتا ہے۔ عدالتوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے، الغرض اس کا ایک مکمل طریق کار ہے، جس کا قیام بغیر کسی اسلامی حکومت اور امیر سلطنت کے نہیں ہو سکتا، جب کہ تحکیم کے لیے نہ کسی اسلامی حکومت کی ضرورت ہے، نہ ہی حکم کا تقرر امیر سلطنت کی طرف سے ہونا ضروری ہے بلکہ فریقین باہمی رضامندی سے جس شخص کو بھی اپنے کسی معاملے میں فیصلے یا صلح کرنے کا اختیار دے دیں تو وہ شرعاً ان کے درمیان حکم کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

اسلام کا نظام عدل و انصاف اتنا ہمہ گیر ہے کہ ہر شخص خواہ امیر ہو یا غریب اپنے کسی معاملے میں اسلامی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے، انصاف کے حصول کے لیے اسلامی عدالتوں میں اتنی آسانی ہے کہ ایک عام آدمی خلیفۃ المسلمین پر مقدمہ کر کے اسے اسلامی عدالت میں حاضر کر سکتا ہے اسلامی تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

ہمارے معاشرے کی حالت:

لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں رائج موجود عدالتی نظام اس قدر پیچیدہ اور مشکل بنا دیا گا ہے کہ عدالتوں تک رسائی ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ پھر ان عدالتوں میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں مظلوم شخص آہ فغاں کرتے ہوئے عدالت کا رخ کرے اور اسے انصاف ملنے کی توقع ہو، پھر چوں کہ عدالتوں میں صلح وصفائی کی صورت تو ہوتی نہیں کہ فریقین کے درمیان صلح کرا دی جائے بلکہ عدالتی نظام میں مدعی یا مدعیٰ علیہ میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دیا جاتا ہے، جس سے فریقین میں اختلاف اور نزاع ختم ہونے کے بجائے مزید بغض وعداوت اور دشمنی کی آگ بھڑک جاتی ہے۔ اس لیے ان حالات میں اکثر لوگ عدالتوں کا رخ کرنے کی بجائے علاقائی سطح پر پنچایت یا جرگہ کے ذریعے اپنے مسائل اور معاملات حل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ دوسری طرف ملک کے دیہی علاقے اور بالخصوص وہ علاقے جہاں سردارانہ نظام یا قبائلی سسٹم قائم ہے ان علاقوں میں مسائل اور معاملات باہم اختلاف اور جھگڑوں کے حل کے لیے عدالتوں تک جانے کی نوبت بہت کم آتی ہے اس لیے ایسے علاقوں کے باشندے باہمی تنازعات و اختلافات کا حل بذریعہ جرگہ اور پنچایت ہی چاہتے ہیں۔ جس طرح عدالتوں میں انصاف مہیا نہیں ہوتا اور اسلامی نقطۂ نظر سے ان میں بڑی خامیاں موجود ہیں۔ اسی طرح پنچایت اور جرگہ کے ذریعے ہونے والے فیصلوں اور طریق کار میں بھی شرعی اعتبار سے بہت خامیاں پائی جاتی ہیں جہاں تحکیم کے ذریعے فیصلے کرنے کا رواج ہے وہاں کہیں تو تحکیم کی حقیقت و ماہیت ہی نہیں پائی جاتی، کہیں سرداری نظام میں قبیلے کا سردار فریقین کی عدم رضا کے باوجود اپنا فیصلہ مسلط کر دیتا ہے، کہیں تحکیم میں فیصلے شرعی قانون سے ہٹ کر کیے جاتے ہیں تو کہیں تحکیم کا طریقہ ہی سرے سے غلط اور اسلام کے اصولوں سے متصادم ہوتا ہے۔

اس لیے شدت سے اس بات کی ضرورت ہے کہ تحکیم کے موضوع پر مستقل کام کیا جائے، جس میں تحکیم کی رائج مختلف صورتوں کا شرعی جائزہ لیا جائے۔ ان میں موجود خامیوں کی نشان دہی کی جائے اور ان کے ازالے کے لیے تدابیر بتائی جائیں۔

تاکہ مروجہ عدالتی نظام سے تنگ آئے ہوئے جو لوگ تحکیم کے ذریعے جھگڑوں اور تنازعات کا حل چاہتے ہیں انھیں مکمل راہنمائی حاصل ہو اور ان کا یہ عمل خالصۃً اسلامی قانون اور شرعی حدود کے دائرے میں ہو، ان وجوہات کی بناء پر بندہ نے مضمون اور لوگوں کی آگاہی کے لیے تحکیم کے موضوع کا انتخاب کیا ہے۔

تحکیم کی مشروعیت:

تحکیم کی مشروعیت اور اس کا ثبوت قرآن کریم سے اس عنوان کے تحت قرآن کریم کی آیات اور مفسرین کی تفاسیر کی روشنی میں تحکیم کی مشروعیت اور اس کے ثبوت کا جائزہ لیا جائے گا، قرآن کریم خدا تعالیٰ کی مقدس ترین کتاب ہے، جو پوری انسانیت کے لیے راہ ہدایت اور فلاح دارین کا ضامن ہے، قرآن کریم ہی احکام شریعت کا منبع اور سرچشمہ ہے، شریعت کے بعض احکام قرآن کریم میں مفصلاً مذکور ہیں جیسا کہ مسائل میراث وغیرہ، اور بعض احکام کا ذکر قرآن کریم میں اجمالا ہے۔ قرآن کریم میں بعض آیات ایسی ہیں جو تحکیم کی مشروعیت پر صراحتاً دال ہیں اور مفسرین نے ان سے تحکیم کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے، بنیادی طور پر قرآن کریم کی جن آیات سے تحکیم کی مشروعیت صراحتاً ثابت ہوتی ہے وہ دو ہی آیتیں ہیں۔

۱۔ آیۃ شقاق بین الزوجین ۲۔ آیۃ جزائے صید حرمان دو آیات سے تحکیم کی مشروعیت صریح طور پر ثابت ہے البتہ اس کے علاوہ چند آیات ایسی بھی ہیں جن سے تحکیم کی مشروعیت پر فی الجملہ استدلال کیا جاسکتا ہے، لیکن وہ صراحتاً تحکیم کی مشروعیت پر دال نہیں ہیں۔

۱۔ پہلی آیت:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا[6]

"اور اگر تم (اوپر والوں) کو ان دونوں (میاں بیوی) میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو۔"

[6] Al-Quran, Sorah-e-Nisa, Ayat:35

۱۔ "تفسیر سمرقندی" میں ہے:

" وفی ھذہ الآیة دلیل علی اثبات التحکیم، ولیس کما یقول الخوارج، انہ لیس الحکم لاحد سوی اللہ تعالیٰ، فھذہ کلمة حق، ولکن یریدون بھا الباطل

۲۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

" قال ابن العربی، مسئلة الحکمین نص اللہ علیھا وحکم بھا عند ظھور الشقاق بین الزوجین و اختلاف ما بینھما وھی مسئلة عظیمة اجتمعت الامة علی اصلھا فی البعث وان اختلفوا فی تفاصیل ما یترتب علیہ ۔"[7]

۳۔ الدکتور عبدالکریم زیدان فرماتے ہیں:

فلما جاز التحکیم فی حق الزوجین دل ذلک علی جواز التحکیم فی سائر الخصومات والدعاوی [8]

۴۔ الدکتور شوکت محمد علیان فرماتے ہیں:

" ان اللہ تبارك و تعالیٰ اخبرو لاة الامر بانہ اذا تعذر الوفاق بین الزوجین ، واصبح الفراق متوقعا، فتعین علی ولاة الامر ان یرسلوا حکمین احدھما من اھل الزوج و الآخر من اھل الزوجة، لینظرا ماھو الصالح بینھما و ادعی لدوام العشرة فیعملان علیہ ۔"[9]

۵۔ الدکتور عبدالقادر ابوفارس فرماتے ہیں:

'' فالایة الکریمة تفید جواز التحکیم بل وجوبہ ۔"[10]

۶۔ الدکتور مسعد عواد احمدان البرقانی اس آیت سے تحکیم کی مشروعیت پر استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" فقد جاءت ھذہ الآیة نصا صریحا فی مشروعیة التحکیم بین الزوجین عند اختلافھما و ھذا النوع من النزاع من اھم المنازعات و ادقھا حساسیة، وقد اختصہ الشرع بھذا النوع من التقاضی لا ھمیتہ فی نظر الشارع ، ولکونہ یختلف عن غیرہ من المنازعات الاخری اھ۔"[11]

---

[7] Al-Zuheli, Wahbatu Al-Zuheli, Tafseer-ul-Muneer, Darul Fikar, Bairut 1418h,Vol:3, Pg:64

[8] Al-Qrtubi, Al Jama Li Ahkam Ahkam-ul-Quran Lil-Qurtubi,Darul Ahya al Turas, Bairut 1964, Vol:5, Pg:178

[9] Al-Majami, Abdul Karim, Zidan, Nizam-ul-Qaza, Idara tul Saqafat Bairut, Pg:292

[10] Shoukat Aliyan, Assulta-tul-Qazaea, Darul Rasheed, Bairut, Pg: 462.

" تو یہ آیت زوجین کے درمیان تحکیم کی مشروعیت پر نص صریح کے طور پر آئی ہے جب کہ زوجین میں اختلاف ہو اور جھگڑے کی یہ قسم تمام جھگڑوں میں اہم اور حساس ہونے کے اعتبار سے سب سے باریک ہے اور شریعت نے اسی قسم کے ساتھ فیصلے کو خاص کیا کیوں کہ شارع کی نظر میں اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ دیگر تنازعات سے بہت مختلف ہے۔"

۲۔ دوسری آیت

" یایھا الذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم، ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم الایۃ ۔"[12]

"اے ایمان والو (وحشی) شکار کو قتل مت کرو، جب کہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہو گی جو کہ مساوی ہو گی اس جانور کے، جس کو اس نے قتل کیا ہے، جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔"

اس آیت سے بھی تحکیم کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ اگر محرم کسی جانور وغیرہ کا شکار کرے تو اس جیسا دوسرا جانور بطور جزاء کے دینا اس پر ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کا تعین کرے گا کہ دوسرا جانور کیسا ہو؟ اور وہ واقعتاً پہلے جانور کی طرح ہے بھی یا نہیں؟ تو اس کے تعین کے لیے تحکیم کا سہارا لینا پڑے گا اور دو عادل آدمی حکم بن کر فیصلہ کریں گے کہ کس طرح کا جانور بطور جزا دیا جائے، چنانچہ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے کئی آثار نقل کیے ہیں جن میں صحابہ کرام نے حالتِ احرام میں شکار کرنے کے بعد جانور کی تعین کے لیے تحکیم کا سہارا لیا۔ چند آثار ملاحظہ ہوں:

ا۔ "تفسیر مظہری" میں ہے:

" روی مالك عن محمد بن سیرین ان عمر سأله رجل عن جزاء الظبی قال عمر لعبد الرحمن بن عوف تعال حتی احکم انا وانت فحکما علیه بعنز فقال الرجل هذا امیر المومنین لا یستطیع ان یحکم فی ظبی حتی دعا رجلا یحکم معه فسمع عمر قوله فدعاه فسأله هل تقرأ سورة المائدة فقال لا، فقال عمر لو انك اخبرتنی انك تقرأ سورة المائدة را وجعتك ضربا، قال الله تعالیٰ فی کتابه یحکم به ذوا عدل منکم الایة ۔"[13]

[11] Dr. Musid Awaad Hamdan, Attahakkum Fi Sharia tul Islamia, Darul Eman, Madinah, Pg:57
[12] Al-Quran-Al-Maida:95
[13] Al-Usmani, Qazi Sanaullah, Tafseer Mazhari, Maktabah Rashedia, Quetta, 1412h, Vol:3, Pg:182

ترجمہ: "امام مالک نے محمد بن سیرین کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر فاروقؓ سے ہرن کو شکار کرنے کا کفارہ دریافت کیا، حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا: آپ بھی آجایئے تاکہ ہم دونوں مل کر فیصلہ کریں، چنانچہ دونوں نے مل کر بکری کی قربانی دینے کا فیصلہ کیا، سائل نے کہا یہ امیر المومنین ہیں کہ ایک ہرن کے شکار کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ دوسروں کو فیصلے کی شرکت کے لیے بلایا، حضرت عمر نے اس کی یہ بات سنی اور فرمایا: کیا تو سورۃ المائدہ پڑھتا ہے، اس شخص نے جواب دیا نہیں حضرت عمر نے فرمایا اگر تو کہہ دیتا کہ سورۃ المائدہ پڑھتا ہوں تو میں تجھے سخت مارتا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: " یحکم بہ ذواعدل منکم ۔"

۲۔ "تفسیر کبیر" میں ہے:

" قال میمون بن مہران جاء اعرابی الی ابی بکر رضی اللہ عنہ ، قال انی اصبت من الصید کذا وکذا، فسأل ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن بن کعب، فقال الاعرابی ، اتیتك اسألك وانت تسال غیرك فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ وما انکرت میں ذلك قال اللہ تعالیٰ ((یحکم بہ ذواعدل منکم)) فشاورت صاحبی فاذا اتفقنا علی شئی امرناك بہ ۔"

" حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ ایک بدو حضرت ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے (بحالت احرام) ایک شکار مار دیا ہے (میں کیا پاداش ادا کروں) تو حضرت ابو بکر نے حضرت ابی بن کعب سے اس کے بارے میں پوچھا، بدو بولا میں آپ کے پاس آیا ہوں میں آپ سے پوچھتا ہوں اور آپ دوسروں سے پوچھتے ہیں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا: کیا تم کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا انکار ہے (یحکم بہ ذواعدل منکم) اس حکم کی تعمیل میں، میں اپنے ساتھی سے مشورہ لے رہا ہوں، جب دونوں کی رائے متفق ہو جائے گی تو ہم ویسا ہی تجھے حکم دے دیں گے۔"

الدکتور مسعود عواد اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

" وھذہ الآیۃ من اھم ادلۃ مشروعیۃ التحکیم فی الاسلام، ولھذا احتج بھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ علی الخوارج لما عارضوہ عند ما تحاکم ھو و معاویۃ فیما حدث من اختلاف بینھما الی رجلین من المسلمین اھ۔"[14]

---

[14] Al-Burqani, Musid Awaad, Hamdan, Atthakkum Fi Sharia tul Islamia, Darul Eman, Madinah,, Page: 69

" اور یہ آیت اسلام میں تحکیم کی مشروعیت کے ادلہ میں سے ایک اہم دلیل ہے اور اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے اس آیت سے خوارج کے خلاف استدلال کیا جب انھوں نے اس وقت اعتراض کیا جب حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو وہ مسلمانوں میں سے دو آدمیوں کے پاس اپنا معاملہ فیصلہ کے لیے لے گئے۔"

اب وہ قرآنی آیات ذکر کی جاتی ہیں، جن سے تحکیم کی مشروعیت صراحتاً ثابت نہیں ہوتی ہے، البتہ فی الجملہ ان آیات سے بھی تحکیم کی مشروعیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ پہلی آیت

''واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل الأیۃ ۔''[15]

ترجمہ: " اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

" تفسیر قرطبیؒ" میں امام قرطبیؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''وھذا خطاب للولاۃ والامراء والحکام و یدخل فی ذلك با لمعنیٰ جمیع الخلق ---- وکذلك العالم الحاکم، لانہ اذا افتی حکم وقضی و فصل بین الحلال والحرام اھ۔''[16]

" اور یہ خطاب والیوں، امراء اور حکام کو ہے اور معنی کے اعتبار سے اس میں تمام مخلوق شامل ہیں اور اسی طرح یہ خطاب عالم اور حاکم (فیصلہ کرنے والا) کو بھی ہے، اس لیے کہ جب وہ فتویٰ دیتا ہے تو وہ حکم دے رہا ہوتا ہے اور فیصلہ کر رہا ہوتا ہے اور حلال و حرام کے درمیان فرق بیان کر رہا ہوتا ہے۔"

۲۔ دوسری آیت

" فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الأیۃ ۔"[17]

ترجمہ: "پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہیں ہوں گے، جب تک کہ یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ نہ کرائیں۔"

الدکتور شوکت محمد علیان اس آیت سے تحکیم پر استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

---

[15] Al-Quran-Al-Nisa, Ayat:58

[16] Al-Qurtubi, Abu Abdullah, Al-Imam, Aljami-ul-Aehkamul-Quran Al-Qurtubi, Darul Ahya ul Turas, Beruit, 1964, Pg:258

[17] Al-Quran, Al-Nisa:56

" ان اللہ تعالیٰ نفی عنهم الایمان او اقسم علی نفی الایمان عنهم حتی یطلبون منه الحکم فیما حدیث بینهم من الخلاف ووقع من نزاع، وما التحکیم الا ذلك۔"[18]

اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے ایمان کی نفی کر دی ہے، یا اللہ نے ان کے ایمان کی نفی پر قسم کھائی ہے، حتی کہ وہ اپنے اختلافات اور تنازعات میں آپ ﷺ سے فیصلہ طلب کریں اور تحکیم یہی تو ہے۔"

۳۔ تیسری آیت

" فان جاؤك فاحکم بینهم او اعرض عنهم، وان تعرض عنهم فلن یضروك شیئا، وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین وکیف یحکمونك وعندهم التوراۃ فیها حکم اللہ الایۃ۔"[19]

"تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آئیں تو آپ (مختار ہیں) خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجیے یا ان کو ٹال دیجیے اور اگر ان کو ٹال دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجیے، بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ آپ سے کیسے فیصلے کراتے ہیں، حالاں کہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔"

ا۔ مندرجہ بالا آیات بھی رائج قول کے مطابق تحکیم کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ ان آیات کی شان نزول میں تین قول بیان کیے گئے ہیں جن میں راجح یہ ہے کہ یہ آیات تحکیم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عربی" احکام القرآن" میں ان آیات کی شان نزول کے بارے میں فرماتے ہیں:

" فیه ثلاثة اقوال: الاول: انها نزلت فی شان ابی لبابة حین ارسله النبی الی بنی قریظة فخانه۔ الثانی: نزلت فی شان بنی قریظة والنضیر، وذلك انهم شکوا الی النبی ﷺ فقالوا له: ان النضیر یجعلون خراجنا علی النصف من خراجهم ویقتلون منا من قتل منهم، وان قتل احد منهم احدا

[18] Shoukat Muhammad Aliyan Dr. Assulta-tul-Qazaia fil Islam, Darul Rasheed, Baruit, Pg:641
[19] Al-Quran, Al-Maida:42-43

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January -June, 2020 || P. 26-40
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar4

منا ودوه اربعین وسقا من تمر۔ الثالث: انها نزلت فی الیهود جاء وا الی رسول اللهﷺ فقالو اله: ان رجلا منا وامرة زنیا فقال لهم رسول اللهﷺ، ((ماتجدون فی التوراة فی شان الرجم)) فقالو: نفضحهم ویجلدون ۔"[20]

علامہ ابن العربی ان آیات کی شان نزول کے متعلق تین اقوال ذکر کرنے کے بعد تیسرے قول کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

" والصحیح ما رواه الجماعة عن عبد الله بن عمر، وجابر بن عبد الله کلاهما فی وصف القصة کما تقدم، ان الیهود جاء وا الی النبیﷺ وحکموه، فکان ما ذکرنا فی الامراة۔"[21]

۲۔ علامہ ابن العربی مندرجہ ذیل بالا آیات کی تفسیر کرتے ہوئے المسئلہ السادستہ کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:

" لما حکموا النبیﷺ انفذ علیهم الحکم، ولم یکن لهم الرجوع وکل من حکم رجلا فاصله هذه الایة قال مالك: اذا حکم رجل رجلا فحکمه ماض۔"[22]

جب یہود نے آپﷺ کو حکم بنایا تو آپﷺ نے ان پر حکم کو نافذ بھی فرمادیا، اور انھیں اس حکم سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں تھا اور جو بھی آدمی کسی دوسرے کو حکم بناتا ہے تو اس کی اصل یہی آیت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو حکم بنائے تو اس کا فیصلہ نافذ ہوگا۔

۲۔ الدکتور مسعود عواد حمدان ان آیات سے تحکیم کی مشروعیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' ففی هذه الایات دلیل علی مشروعیة التحکیم کما هو ظاهر من قوله تعالیٰ ((فان جاء وك فاحکم بینهم او اعرض عنهم)) الی قوله تعالیٰ: ((وان حکمت فاحکم بینهم بالقسط)) ای ان جاؤك متحاکمین فیما اختلفو فیه اھ۔"[23]

---

[20]Ibn-ul-Arabi, Muhammad Bin Abdullah, Ahkam-ul-Quran Li-Ibnil-Arabi, Darul Kutubul Ilmia, Baruit, Vol:2, Pg:122-123
[21]Ibn-ul-Arabi, Muhammad Bin Abdullah, Ahkam-ul-Quran Li-Ibnil-Arabi, Darul Kutubul Ilmia, Baruit, Vol:2, Pg:122-123
[22]Ibn-ul-Arabi, Muhammad Bin Abdullah, Ahkam-ul-Quran Li-Ibnil-Arabi, Darul Kutubul Ilmia, Baruit, Vol:2, Pg:122-123
[23]Al-Burqani, Musid Awaad Hamdan Dr., Attahakkum Fisharia Al-Islamia, Darul Eman, Madinah, Page:64

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January -June, 2020 || P. 26-40
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar4

۴۔ چوتھی آیت

" لا خیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ ، فسوف نؤتیہ اجرا عظیما ۔"[24]

"عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی، ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا حق تعالیٰ کی رضامندی جوئی کے واسطے، سو ہم اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔"

اس آیت سے بھی علماء کرام نے تحکیم کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔

چنانچہ ابن الحسن " الضوابط الشرعیۃ" میں اس آیت سے تحکیم کی مشروعیت کو ثابت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" فقد ذکر اللہ عزوجل فی ھذہ الأیۃ الکریمۃ ان الناس من عاداتھم انھم یتناجون وان ھذہ النجوی فی عامتھا لاخیر فیھا فھی اما شر مضر و اما مباح لافائدۃ فیہ ، وھذا یتضمن التحذیر والنھی عنہ ثم استثنیٰ جل وعلا من ذلك: الامر بالصدقۃ من مال او علم او ای نفع کان والامر بالمعروف الذی یدل الناس علی الخیر و یحذرھم من الشر کما اشتنی جل وعلا وھو محل الشاھد: الاصلاح بین المتخاصمین ، لان الخصام والشقاق یوجبان الفرقۃ والشحناء فلذلك حث الشارع علی الاصلاح بین الناس فیا یحتلفون فیہ ، و یتنازعون علیہ ووعد علی ذلك بالاجر العظیم، ولا شك ان التحکیم بین المتخاصمین داخل فی ھذاالباب سواء کان ذلك بالصلح او بالحکم بینھما ، لان التحکیم یھدف الی ازالۃ الخلاف ، والخصومۃ ، ولان المتخاصمین یلجاؤن الیہ لازالۃ ما بینھما من نزاع ۔"[25]

"اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ لوگوں کی عام عادات میں سے یہ ہے کہ وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں اور عموماً ان سرگوشیوں میں خیر اور بھلائی نہیں ہوتی یا تو یہ سراسر شر ہی ہوتی ہیں یا مباح ہوتی ہیں لیکن ان میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور یہ سرگوشیاں اس بات کو متضمن ہے کہ ان سے بچا جائے اور ان سے روکا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کئی امور کا استثنا فرمایا یعنی صدقے کا حکم دیا خواہ وہ مال کا ہو یا علم کا ہو یا جو بھی نفع ہو اور حکم دیا اس نیکی کا جو خیر کی طرف لوگوں کی راہ نمائی

---

[24] Al-Quran, Al-Nisa:114

[25] Saleh Bin, Muhammad, Al-Hassan Dr., Al-Zawabitt-ush-Shariah, Matbah Alzahbash Altijarah, Riyyaz, Pg:15

کرتی ہے اور ان کو شر سے ڈراتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی استثنیٰ فرمایا ہے اور یہی استثنیٰ دلیل کا محل ہے (اسی سے تحکیم کی مشروعیت پر استدلال مقصود ہے) کہ متخاصم فریقین کے درمیان صلح وصفائی کرنا، اس لیے کہ جھگڑا اور ناچاقی دونوں چیزیں آپس میں جدائی اور بغض کے لیے سبب بنتے ہیں، تو اسی وجہ سے شارع نے لوگوں کے درمیان ان کے مختلف فیہ اور متنازع امور میں صلح کرنے پر لوگوں کو ابھارا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ متخاصم فریقین کے درمیان تحکیم (فیصلہ) بھی اس باب میں داخل ہے، خواہ یہ صلح کرنے کے ساتھ ہو یا ان میں فیصلہ کرنے کے ساتھ ہو، اس لیے کہ تحکیم کا ہدف اختلاف اور جھگڑے کو ختم کرنا ہے اور اس لیے کہ متخاصم فریقین بھی اس تحکیم کا سہارا لیتے ہیں اپنے درمیان پیدا شدہ نزاع کے ازالے کے لیے۔"

مندرجہ بالا چار آیت ایسی ہیں جن سے تحکیم کی مشروعیت صراحتاً ثابت نہیں ہوتی، البتہ ان آیات میں سے بعض میں لوگوں کے درمیان صلح کرنے کا ذکر اور بعض آیات میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا ذکر ہے اور فیصلہ جس طرح عدالتی نظام کے اندر ہوتا ہے اسی طرح تحکیم کے اندر بھی ہوتا ہے اس لیے عموم لفظ کی بناء پر ان آیات سے تحکیم کی مشروعیت پر فی الجملہ استدلال کیا جاسکتا ہے۔

تجویز:

حکومتی سطح پر تحکیم شرعی کے ذریعہ مسائل کے حل کے لئے حوصلہ شکنی نہ کی جائے، بلکہ ہوسکے تو حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی ضرور کی جائے ، ائمہ کرام اور خطباء حضرات جمعہ کے خطاب اور مواعظ میں تحکیم شرعی کے آسان اور قابل عمل ہونے کے بارے میں گفتگو فرمائیں اور تحکیم کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے ترغیب بھی دیں۔

خلاصۃ البحث:

تحکیم کا ثبوت شرائع سابقہ، دورِ جاہلیت، احادیث مبارکہ ﷺ ، آثارِ صحابہؓ، اجماع اور عقل سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کی تفصیل مستند تاریخی کتب اور مستند کتبِ احادیث اور شروحات میں درج ہیں۔

نیز تحکیمِ شرعی کو عملی طور پر نافذ کرنے کی وجہ سے ہمیں بہت سارے معاشرتی فوائد بھی حاصل ہوں گے، مثلاً: عدالتوں کے انتہائی پیچیدہ نظام سے تنگ آئے ہوئے لوگ اپنے پیش آمدہ مسائل اور معاملات کو حکم کے ذریعہ یا علاقائی سطح پر پنچائیت اور جرگہ کے ذریعہ شرعی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل ،معاملات اور تنازعات کو حل کرسکتے ہیں۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 6, No. 1 || January -June, 2020 || P. 26-40
https://doi.org/10.29370/siarj/issue10ar4

اسی طرح وہ دور دراز علاقے جہاں سردارانہ نظام (قبائلی سسٹم) قائم ہے اگر ان علاقے والے تحکیم اور اس کے شرعی اصولوں سے واقف ہوجائیں تو ان لوگوں کے باہمی تنازعات اور اختلافات کا حل تحکیم کے ذریعہ آسانی سے ہوجائے گاجو ان سب کے لئے قابل عمل ہونے کے ساتھ ساتھ قابل قبول بھی ہوگا۔

اسی لئے جب ان علاقوں کے لوگ تحکیم اور اس کے شرعی اصولوں سے واقف ہوجائیں گے تو ان کے درمیان رائج جائز صورتوں پر عمل باقی رہے گا اور ناجائز صورتوں میں مطلوبہ تبدیلی کرکے ان کو رواج دیا جاسکتا ہے۔کیونکہ جب تحکیم کی اہمیت ان علاقوں کے لوگوں کو خصوصاً اور دیگر علاقوں کے لوگوں کو عموماً معلوم ہوجائے گی تو تحکیم کی قرآن و حدیث کی بیان کردہ شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے حکم کے لئے موزوں شخص کا انتخاب بہت ہی آسان ہوجائے گا اور پھر لوگوں پر غلط فیصلے مسلط نہیں کئے جاسکیں گے،بلکہ شرعی اور فطری فیصلے صادر ہوں گے جس سے معاشرہ میں ناانصافی اور ظلم و فساد کا قلع قمع ہوسکے گا اور ہر انسان کی جان و مال ، عزت و آبرو محفوظ رہ سکے گی اور ہم قرآن و حدیث کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق عمل کر کے اپنے معاشرہ کو ایک مثالی معاشرہ کے طور پر پیش کر سکیں گے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)